اُردو کے معروف ادیب عادل اسیر دہلوی دورۂ قلب کے سبب اِنتقال کر گئے

دِہلی سے ملنے والی اِطلاع کے مطابق اُردو کے معروف ادیب ۵۵ سالہ عادل اسیر دہلوی گزشتہ جمعہ کا دن گزر کر شب دورۂ قلب کے سبب رحلت کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سنیچر (۲۰ستمبر) کی شام بعد نمازِ عصر اُنکے جسدِ خاکی کو مقامی قبرستان میں سپردِ لحد کیا گیا۔

عادل اسیر ۲۱ ستمبر ۱۹۵۹ء میں دہلی ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ اُردو اور فارسی کے مختلف شعرا پر اُن کے چھوٹے چھوٹے رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ اسماعیل میرٹھی پر اُنہوں نے ساہتیہ اکادمی کیلئے ایک مونوگراف بھی لکھا تھا۔ جو اکادمی مذکور نے شائع بھی کیا تھا جس میں اسماعیل میرٹھی کے تعلق سے بہت کچھ یکجا ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ عادل اسیر دہلوی نے اسماعیل میرٹھی کے کلام کا ایک انتخاب بھی خود چھاپا تھا، جو ہماری نظر سے گزر چکا ہے۔

اس کے علاوہ فارسی کے بعض شعرا پر بھی ان کے رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر چند کہ ان کے یہ رسائل اپنے حجم میں بہت چھوٹے چھوٹے کام نظر آتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے یہ رسائل تصنیف و تالیف کر کے بڑے کاموں کیلئے بنیاد فراہم کر دی تھی۔ عادل اسیر دہلوی اُردو کے اُن لوگوں میں شمار کئے جائیں گے جو اپنے کام سے ایک سچے عاشق کی طرح وابستہ رہتے ہیں۔ ادب اطفال میں ان کا کام نمایاں تشخص رکھتا ہے۔

مشہور مغل شہزادے دارا شکوہ اپنا ایک علمی تشخص بھی رکھتا تھا اسکی علمی کتابیں مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں، عادل اسیر دہلوی نے اُردو کی نئی نسل کے اُن افراد کیلئے جو علم وادب سے دلچسپی رکھتے ہیں، دارا شکوہ کا اچھا خاصا مواد فارسی سے اُردو میں منتقل کر کے شائع کر دیا ہے۔ اسی طرح ان کے درجنوں کام ہیں۔ جو زبان وادب کے تئیں اُن کی محبت اور دلچسپی کے مظہر ہیں۔

عادل اسیر اکثر کتاب میلوں میں اپنی کتابوں کا اسٹال لگاتے تھے۔ وہ اپنی کتابیں خود چھاپتے اور انھیں قارئین تک پہنچانے کا کام بھی خود کرتے تھے۔ اگر انکے بارے میں یہ کہا جائے تو ہرگز غلط نہیں کہ وہ زبان وادب کے ایک 'حقیقی خادم' تھے۔ وہ زبان وادب کے تئیں خدمت کے جذبے سے بھرپور کردار کے حامل شخص تھے۔ ۵۵ سال کی عمر بظاہر کوئی بڑی عمر نہیں ہوتی مگر اُنہوں نے اپنی عمر اور اپنی زندگی کا صحیح استعمال کر کے یہ بتایا کہ کام کرنے کیلئے وقت یا عمر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اصل چیز تو کام کرنے کا جذبہ اور لگن ہوتی ہے۔

عادل ان کا نام رہا ہوگا اور لفظِ اسیر کو انہوں نے قلمی نام کے طور پر اپنایا یہ دونوں لفظ اُن کی زندگی میں اپنی معنویت کے ساتھ یوں چسپاں ہوئے کہ ان کی ایک شناخت بن گئے۔ شاعر نے کہا تھا کہ......... 'اسم کا ذات پہ سنتے ہیں اثر ہوتا ہے' .... عادل اسیر دہلوی نے اپنے نام کی معنویت کو اپنے کردار سے حقیقت کا روپ دیدیا۔ مرحوم کو مختلف اُردو اکادمیز ہی سے نہیں ۲۰۱۱ء میں ساہتیہ اکادمی کا 'بال ساہتیہ پُرسکار' بھی مل چکا ہے۔

فن وادب میں نام اپنے کام ہی سے معتبر ہوتا ہے۔ عادل اسیر نے اس کلیے کی بھی تصدیق کر دی۔ ہم ان کے سانحۂ ارتحال کو ایک ذاتی غم سمجھتے ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے متعلقین ولواحقین کو صبر کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

..☆ **ندیم صدیقی**